حسنِ ادب اور
حسنِ معاشرت

حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوۃ اکیڈمی، لیسٹر، برطانیہ

التزكية
At-Tazkiyah
www.at-tazkiyah.com
PO Box 8211 • Leicester • LE5 9AS • UK

وعظ کا نام	:	حسنِ ادب اور حسنِ معاشرت
صاحبِ وعظ	:	حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ اشاعت	:	سفر ۱۴۳۴
ناشر	:	دارالتزکیہ
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

ملنے کے پتے:

دارالتزکیہ

www.at-tazkiyah.com

PO Box 8211 • Leicester • LE5 9AS • UK

فہرست

حسنِ ادب اورحسنِ معاشرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلٰى آلِهِ الْأَصْفِيَاءِ وَأَصْحَابِهِ الْأَتْقِيَاءِ، أَمَّا بَعْدُ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ (جامع الترمذي)

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ، سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، اَللّٰهمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا يَنْفَعُنَا۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ۔

با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب

معزز علماء، دوستو، بزرگو اور عزیز نوجوان ساتھیو!

ایک مؤمن کی زندگی میں ادب کا ہونا بہت ضروری ہے، بغیر ادب کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، مشہور مقولہ ہے:

با ادب با نصیب

بے ادب بے نصیب

ادب والا نصیبہ والا ہوتا ہے، جو ادب والی زندگی گزارتا ہے اسے بارگاہ خداوندی سے حصہ ضرور ملتا ہے، اور جو بے ادب ہوتا ہے وہ محروم رہتا ہے، اسے کچھ بھی نہیں ملتا، مثلاً ایک

طالب علم ہے وہ علم حاصل کرنا چاہتا ہے، لیکن استاذ کے ساتھ، کتابوں کے ساتھ اور علم کے دوسرے ذرائع کے ساتھ بے ادبی کا معاملہ کرتا ہے تو اسے علم حاصل نہیں ہوگا۔

مَنْ لَا أَدَبَ لَهُ لَا عِلْمَ لَهُ

جو بے ادب ہوگا وہ علم سے محروم رہے گا۔

علم اور معلومات میں فرق

یہاں اوّل نمبر سے کامیاب ہونے والا کوئی طالب علم جو ادب کا اہتمام نہیں کرتا یہ کہہ سکتا ہے کہ ادب کے سلسلہ میں میری کوتاہی کے باوجود میں ہمیشہ اوّل نمبر سے پاس ہوتا ہوں، کون کہتا ہے کہ بے ادب کو علم نصیب نہیں ہوتا؟ یہ ایک غلط فہمی ہے جو علم کی حقیقت سے بے خبری کی وجہ سے پیش آرہی ہے، ایسے طالب علم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر غور کرنا چاہئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم نقوش کا نام نہیں، بلکہ وہ ایک نور ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

یہ نقوش یعنی حروف (letters) اور الفاظ (words) علم نہیں بلکہ معلومات ہیں، آپ نے ان الفاظ سے جان لیا کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے، یہ جائز ہے، یہ ناجائز ہے، یہ علم نہیں ہے۔ علم تو ایک نور ہے جو قلب کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اور پھر اس کی شعائیں وہاں سے نکل کر پورے جسم میں پھیل کر جسم کے ہر عضو کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چلنے پر مجبور کر دیتی ہیں، یہ ہے حقیقی علم۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں مگر آپ نماز کی پابندی نہیں کرتے، تو آپ کو نماز کا علم حاصل نہیں، ہاں! جو شخص نماز کی فرضیت کے علم کے بعد نماز کی پابندی بھی کرتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اسے نماز کا

علم حاصل ہو گیا ہے۔

حقیقی خوبصورتی علم و ادب کی خوبصورتی ہے

عرض یہ کر رہا تھا کہ مؤمن کی زندگی میں ادب کا ہونا نہایت ہی اہم اور ضروری ہے، اس لئے کہ اس کے بغیر ترقی نہیں ہوگی اور کچھ حاصل نہیں ہوگا، بلکہ انسان میں اگر ادب نہ ہو تو وہ انسان کی شکل میں حیوان ہے۔

ادب ہی سے انسان انسان ہے
ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے

ادب سے انسانیت آتی ہے اور اس میں ترقی ہوتی ہے، جو شخص علم و ادب سے اپنے آپ کو آراستہ کر لیتا ہے وہ لوگوں کی نظروں میں بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جس شخص میں ادب نہیں وہ نفرت کا سبب بنتا ہے، اس سے لوگ محبت نہیں کرتے، ایسا شخص حقیقت میں مفلس اور یتیم کہلانے کے قابل ہے۔ ایک عربی شاعر نے بڑے پتہ کی بات کہی ہے:

لَیْسَ الجَمَالُ بِاَثْوَابٍ تُزَیِّنُنَا
بَلِ الجْمَالُ جَمَالُ الْعِلْمِ وَالاَدَب
وَلَیْسَ الْیَتِیْمُ الَّذِیْ قَدْ مَاتَ وَالِدُہُ
بَلِ الْیَتِیْمُ یَتِیْمُ الْعِلْمِ وَالاَدَب

حقیقی اور کامل خوبصورتی ہمیں زینت بخشنے والے کپڑوں سے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ حقیقی خوبصورتی علم و ادب کی خوبصورتی ہے۔ اور حقیقی یتیم وہ بچہ نہیں جس کے والدین انتقال کر گئے ہوں، بلکہ حقیقی یتیم وہ بچہ ہے جو

علم وادب سے محروم رہ گیا ہو۔

ایک ایسے شخص سے جو علم وادب سے آراستہ نہ ہو اور اخلاق سے کورا ہو کسی کو محبت نہیں ہوسکتی، چاہے وہ کتنے ہی اچھے کپڑوں میں ملبوس ہو کر آ جائے۔ اس کے برعکس وہ نادار و مفلس جو علم وادب سے آراستہ ہے اور اخلاقِ فاضلہ کا مجسمہ ہے، وہ چونکہ حقیقی جمال سے آراستہ ہے اس لئے وہ ہر دل عزیز بھی ہوگا اور قابلِ احترام بھی۔ مثلاً ایک شخص ہے کالے رنگ کا، موٹے ہونٹوں والا، چپٹی ناک والا، غیر معتدل قد والا، ظاہر ہے کہ اول وہلہ میں طبیعت اس کی طرف مائل نہیں ہوگی، لیکن تھوڑی ہی دیر میں اس کے ادب اور اس کے اخلاق کو دیکھ کر اور اس کی پُر حکمت باتوں کو سن کر ہر شخص اس کا گرویدہ ہو جائے گا۔ اور اس کے برعکس دوسرا شخص، گورے رنگ کا ہے، اور نہایت خوبصورت لباس میں ملبوس ہے، ظاہر ہے کہ اول وہلہ میں اس کی طرف میلان ہوگا، لیکن برتنے پر اس کی بداخلاقی ظاہر ہوگی جس کی وجہ سے دل بہت جلد مکدّر ہو جائے گا۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ ادب کی بڑی اہمیت ہے اور بڑوں نے اس کا بہت خیال رکھا ہے، اسلاف کے ایسے ایسے واقعات ہیں کہ عقل حیران ہو جاتی ہے، انہوں نے ادب کا اس قدر اہتمام کیا کہ پتہ چلتا تھا کہ ادب ان کی زندگیوں کا ایک بہت ہی اہم جز ہے۔

حضرت مولانا مسیح اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر ادب کا غلبہ

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے ایک مسترشد، حضرت مولانا ایوب کھولوڈیا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے سنا کہ حضرت پر اللہ کے ادب کا اتنا غلبہ تھا کہ احرام اور غسل جیسی شدید مجبوری کے علاوہ سر سے ٹوپی نہیں اتارتے تھے، رات کو سوتے

تھے تو ٹوپی پہن کر سوتے تھے، فرماتے تھے کہ مجھے سر ننگا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے۔ اتنا ادب اور اتنی حیاء ضروری نہیں ہے، لیکن حضرت پر ادب کا غلبہ تھا اور آپ مجبور تھے۔ اس سے ہمیں عبرت ہونی چاہئے، اور ادب کی جو ضروری مقدار ہے کم از کم اس کا تو اہتمام کرنا چاہئے۔

معلّم کا ادب

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ ہمارے کمرے میں جاؤ اور الماری سے کتاب لے آؤ، حکم کی تعمیل کے لئے فوراً کھڑے ہو گئے مگر سوچا کہ پتہ نہیں کمرہ کی کس جانب کی الماری سے کتاب لانی ہے؟ پوچھ کر جاؤں تو اچھا ہے تاکہ حضرت کو مزید زحمت نہ ہو۔ انہوں نے پوچھا کہ حضرت! کس جانب کی الماری سے کتاب لانی ہے؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ آٹھ سال سے رہتے ہو اور یہ بھی پتہ نہیں کہ ہمارے کمرہ میں ایک ہی الماری ہے؟ شاگرد نے عرض کیا کہ حضرت! بات یہ ہے کہ جب بھی آپ کے کمرے میں جانا ہوا، آپ کی موجودگی میں ہوا، اور آپ کی موجودگی میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی عادت نہیں ہے، اُسے میں خلافِ ادب سمجھتا ہوں، اس وجہ سے آپ کے کمرے میں آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر دیکھنے کا اتفاق ہی نہیں ہوا، اس لئے میرے علم میں یہ بات نہیں تھی۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور مرشد کا ادب

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ادب دیکھئے۔ حضرت جامع الکمالات تھے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو شیخ العالَم فرمایا کرتے تھے، دار العلوم کے صدر المدرسین

اور شیخ الحدیث تھے، اتنے بڑے آدمی تھے لیکن اپنے شیخ کا ادب کتنا تھا، آپ مرید تھے قطبِ ربّانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے، آپ ہر جمعرات اپنے مرشد کے پاس دیوبند سے گنگوہ جاتے تھے، اور ان کی خدمت میں جمعہ تک ٹھیرتے تھے، برسہابرس یہ معمول رہا، سردی ہو یا گرمی یہ معمول چھوٹتا نہ تھا، گنگوہ دیوبند سے ۳۰/ میل کے فاصلہ پر ہے، ادب کا یہ مقام تھا کہ دیوبند سے گنگوہ تک سوار ہوکر نہیں جاتے تھے، بلکہ پیدل جاتے تھے۔ یہ تھا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کا حال۔

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور استاذ کا ادب

اپنے مرشد کی طرح اپنے استاذ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بہت زیادہ محبت تھی اور دل میں ان کا اعلیٰ درجہ کا احترام تھا، اسی وجہ سے ان کی بھی بے مثال خدمت کی۔ ایک مرتبہ آپ ان کے ساتھ سفر میں تھے اور حضرت استاذ اتنے بیمار ہو گئے کہ تمام رفقاء کو مایوسی ہوگئی، آپ نے استاذ محترم کی خوب خدمت کی اور رات دن ایک کر دیا، پوری پوری رات بیدار رہے اور اپنے سے زیادہ اپنے استاذ کی راحت اور سکون کی فکر کرتے رہے۔

والدِ استاذ کا ادب

استاذ تو استاذ، والدِ استاذ کا دل میں اس قدر احترام تھا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے مرض الوفات میں چارپائی پر دست ہو گئے، حاضرین ایک دوسرے کی طرف ابھی دیکھ رہے تھے کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً نجاست سمیٹنی شروع کر دی اور اپنی ہتھیلیوں میں لے لے کر کئی بار باہر پھینکنے گئے۔ اتفاق سے اس وقت حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پہنچ گئے اور یہ صورتِ حال دیکھ کر اتنے خوش ہوئے کہ وہیں کھڑے کھڑے دعا میں مشغول ہو گئے، مخلص

استاذ کی اپنے محبوب شاگرد کے لئے دل سے نکلی ہوئی دعا نے اثر دکھلایا اور اللہ تعالیٰ نے محمود الحسن کو شیخ الہند بنا دیا۔

ادب کا عجیب واقعہ

ادب کے سلسلہ میں ایک اور قصہ یاد آ گیا، اسے بھی سن لیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک عورت تھی، اسے کوڑھ کی بیماری تھی، جب وہ حرم شریف میں آتی تو بدبو پھیلتی اور لوگوں کو گھن آتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور کہا کہ بی بی! تم حرم شریف میں نہ آیا کرو کیونکہ تمہاری وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری نیت کو خوب جانتا ہے، گھر میں بیٹھے بیٹھے تمہیں سارا اجر وثواب ملتا رہے گا، اس عورت نے حرم شریف میں آنا بند کر دیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو کسی نے جا کر اطلاع دی اور کہا کہ اب تو حرم میں آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، اس عورت نے جواب میں کہا کہ عمر ایسے آدمی نہیں تھے کہ زندہ ہوں تو ان کی بات مانی جائے اور مر جائیں تو نہ مانی جائے، ان کی بات ہر حال میں مانی جائے گی، زندہ ہوں تب بھی اور وفات کے بعد بھی۔ میرے عزیزو! اس عورت کا ادب تو دیکھئے! کیا ٹھکانہ ہے اس ادب کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائیں، (آمین)۔

بڑوں کا ادب

بھائیو! ہر مؤمن کو باادب بننا چاہئے، ہر قابلِ احترام چیز کی دل میں عظمت اور محبت ہونی چاہئے اور اس کا کما حقہ ادب بھی ہونا چاہئے۔ دل میں عظمت اور محبت ہوگی تو ادب ضرور ہوگا۔

محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دے گی

علماء، اساتذہ، مشائخ، خاندان کے بڑے، بستی کے بڑے، ماں باپ، ان سب کا حسبِ مراتب دل میں احترام بھی ہو اور ادب بھی، آج کل ہماری طرف سے اس باب میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے، مثال کے طور پر ماں باپ ہی کو لے لیجئے، ان کے احسانات بے شمار ہیں، وہ ہمارے لئے کیا کچھ نہیں کرتے۔ ہمیں جوانی کی کرن دکھانے کی خاطر وہ اپنی جوانی قربان کر دیتے ہیں۔ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ان کا کتنا ادب ہونا چاہئے اور کتنا ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائیں، (آمین)۔

یہ ہمارے بڑے جتنے بھی ہیں ان کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کے ساتھ ادب کے ساتھ پیش آئیں، کسی بھی کام میں ہم ان پر سبقت نہ کریں، ان سے آگے نہ چلیں، ان سے پہلے کھانا شروع نہ کریں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب چیزیں ادب میں داخل ہیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دیکھا کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آگے چل رہے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوالدرداء! تم ایسے آدمی کے آگے چل رہے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے، دنیا میں آفتاب کا طلوع اور غروب ایسے شخص پر نہیں ہوا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ہو (کنز العمّال)۔

معلوم ہوا کہ چھوٹوں کو اپنے بڑوں کے ساتھ آداب کی پوری رعایت کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔

ادب کے سلسلہ میں اقوالِ سلف

میرے عزیزو! قابلِ احترام چیزوں کی اپنے دلوں میں عظمت پیدا کرنا اور پھر ان کا

ادب کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ شعائرِ اسلام کا ادب، قرآن کا ادب، دینی کتب کا ادب، مسجد کا ادب، کھانے کی چیزوں کا ادب، صاحبِ علم کا ادب، استاذ کا ادب، والدین کا ادب، بڑوں کا ادب وغیرہ وغیرہ، ادب بہت ہی اہم چیز ہے، حکیم الاسلام حضرت قاری طیّب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دین کے لئے ادب ایک بنیادی چیز ہے، جتنا ادب بڑھتا چلا جائے گا اتنا ہی دین مضبوط ہوتا جائے گا اور جتنی بے ادبی بڑھتی جائے گی دین کمزور ہوتا چلا جائے گا۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے ادب خالق ومخلوق دونوں کا معتوب ومغضوب ہوتا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم علمِ کثیر کے اتنے محتاج نہیں جتنے کہ ہم ادبِ قلیل کے محتاج ہیں۔ امام قرافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تھوڑا سا ادب زیادہ عمل سے بہتر ہے۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے:

اِجْعَلْ عَمَلَكَ مِلْحًا وَأَدَبَكَ دَقِيقًا

اپنے عمل کو نمک بناؤ اور ادب کو آٹا۔

یعنی عمل کے مقابلہ میں ادب اتنا بڑھ جائے جتنا آٹا نمک کے مقابلہ میں ہوتا ہے، اس لئے کہ ادب سے معمور تھوڑا سا نیک عمل اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جس میں ادب کی کمی ہو۔

میرے عزیزو! ادب کا خوب اہتمام کرو، اس کے بغیر ترقی ممکن نہیں، راہِ طریقت میں بھی ادب بہت ضروری ہے، جس نے اس راہ میں جو کچھ پایا ادب ہی سے پایا۔

طُرُقُ الْعِشْقِ كُلُّهَا آدَابُ

اَدِّبُوْا اَنْفُسَكُمْ اَيُّهَا الاَصْحَابُ

عشق کے سارے طرق آداب ہی ہیں اس لئے اے دوستو! اپنے آپ کو مؤدب بناؤ۔

ادب نام ہے راحت رسانی کا

اپنے بڑوں کے ساتھ ادب میں ایک نہایت ہی اہم بات یاد رکھنی چاہئے، اور وہ یہ ہے کہ ادب نام ہے راحت پہنچانے کا۔ ہم اپنے بزرگ، اپنے شیخ، اپنے استاذ، اپنے والد، اپنی ماں، اپنے کسی بھی بڑے کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں جس سے ان کو راحت پہنچے اور تکلیف نہ ہو، ادب اسی کا نام ہے، مثلاً کسی بزرگ کو مجلس میں آنے پر اہلِ مجلس کے کھڑے ہونے سے تکلیف ہوتی ہو تو اس صورت میں نہ اٹھنا ہی ادب ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موقع شناسی

سیرتِ طیبہ میں ہمیں اس سلسلہ کا ایک عجیب واقعہ ملتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے، مدینہ منورہ کی ایک بڑی جماعت تھی جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا نہیں تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویل سفر کر کے پہنچے تو مدینہ منورہ کے حضرات جوق در جوق بغرضِ زیارت و ملاقات حاضر ہوئے، مگر وہ یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ دونوں حضرات میں سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عمر میں بڑے معلوم ہوتے تھے اس لئے لوگوں نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ کر مصافحہ کرنا شروع کر دیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موقع شناسی میں کمال دیکھئے کہ آپ خندہ پیشانی کے ساتھ مصافحہ کرتے رہے اور کوئی عذر پیش نہیں کیا، اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طویل سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے ہیں اور اس وقت راحت اسی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مصافحہ کی زحمت سے بچایا جائے، اس وقت ادب یہی تھا۔

اہلِ محبت اور اہلِ عقیدت

ادب اسی کا نام ہے کہ جس کا ادب کرنا منظور ہے اسے تکلیف نہ ہو، بعض عقیدت مند ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں حصولِ برکت ہی کی فکر رہتی ہے، اور ان کے اس مقصد کی تکمیل کے لئے کسی کی جان بھی چلی جائے اس سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے آپ کے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ کئی بار سنا، فرماتے تھے کہ چاہنے والوں کی دو قسمیں ہیں، اہلِ محبت اور اہلِ عقیدت۔ اہلِ محبت تو ہماری چاہت کی پوری رعایت کرتے ہیں مگر اہلِ عقیدت کا معاملہ اور ہی ہے، ان پر تو اپنی چاہت کی تکمیل ہی کی فکر سوار رہتی ہے، مگر فائدہ میں اہلِ محبت ہی رہتے ہیں کہ وہ اپنے مخدوم کے دل میں اتر جاتے ہیں۔

میرے عزیزو! اپنے بڑوں کو تکلیف مت پہنچاؤ! ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے مخدوم کو ہماری طرف سے ذرہ برابر تکلیف نہ پہنچے، ہماری اس سلسلہ میں ہر ممکن کوشش رہنی چاہئے، اکابر اور بزرگانِ دین کے ساتھ محبت کا معاملہ کرتے ہیں مگر ان کی راحت کا خیال نہیں کرتے، انہیں یہاں سے وہاں اور اِدھر سے اُدھر گھسیٹا جاتا ہے، ان کی منشا معلوم نہیں کی جاتی، یہ ظلم ہے، خصوصاً جب کہ وہ بیمار بھی ہوں اور پیرانہ سالی سے گزر رہے ہوں، ان کے حالات اور مزاج کو مدنظر رکھتے ہوئے، ان کی راحت کا انتظام کر کے انہیں ایک جگہ بٹھا کر خود ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے اور ان سے استفادہ کرنا چاہئے، ان حضراتِ اکابر کے آرام کا خیال رکھنے والوں کو وہ باطنی فوائد حاصل ہوں گے جو صرف ظاہری اور دنیوی برکات کے حصول کے لئے انہیں گھسیٹ گھسیٹ کر لے جانے والوں کو نہیں ہوں گے۔

آداب المعاشرت

یہاں پر آداب المعاشرت کے سلسلہ میں بھی کچھ عرض کر دوں۔ دین کے پانچ شعبے ہیں: عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق۔ معاشرت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے برتاؤ سے کسی کو بیجا تکلیف نہ پہنچے، ہمیں معاشرت کے آداب سیکھنے چاہئے تاکہ ہم سے کسی کو ادنیٰ درجہ کی بھی تکلیف نہ ہو، معاشرتی زندگی میں ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ؛ سلام، مصافحہ، دعوت، ملنا جلنا وغیرہ تمام امور میں شریعتِ مطہرہ نے ہمارے لئے ایسے اصول مقرر کئے ہیں جن پر عمل کرنے سے سب ہی کو راحت حاصل ہوگی اور تکلیف سے نجات ملے گی۔ مہمان ہی کی مثال لے لیجئے، ہمارے یہاں ایک شخص مہمان آتا ہے، ظاہر ہے کے مہمان نوازی کے کچھ آداب ہیں، مغربی طریقہ تو یہ ہے کہ مہمان سے پوچھا جاتا ہے کہ Would you like a cup of tea? (آپ چائے پسند فرمائیں گے؟) ہمارا طریقہ یہ ہے کہ یہ پوچھا جائے کہ What would you like? (آپ کیا پسند فرمائیں گے؟)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری خواہش اور چاہت تو یہی ہے کہ آپ ضرور کچھ نہ کچھ لیں، سوال کا منشا آپ کی مرضی معلوم کرنا ہے تاکہ آپ کی مرضی کے خلاف کوئی چیز نہ آئے، اب اگر مہمان انکار کرے تو مکرر دوسری مرتبہ، تیسری مرتبہ پوچھ لیا جائے تاکہ یہ کھٹکا نہ رہے کہ کچھ پسند کرتے تھے مگر شرما شرمی میں انکار کر رہے ہیں۔ دوسری تیسری مرتبہ پوچھ لیا تو اطمینان ہوگیا کہ شرما شرمی والی بات نہیں تھی، اب تین مرتبہ کے انکار کے بعد بھی اگر اصرار کر کے انہیں کھلایا پلایا تو یہ آداب المعاشرت کے خلاف ہوگا، اس لئے کہ مہمان کو اس سے تکلیف ہو گی۔

تکریم کے نام سے تکلیف

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب ارشاد ہے، فرماتے ہیں کہ مہمان کو تکریم کے نام سے تکلیف مت پہنچاؤ، یعنی ہم تو یہ سمجھ رہے ہوں کہ ہم اکرام کر رہے ہیں حالانکہ اس بیچارے کو تکلیف ہو رہی ہے، اور وہ پریشان ہو رہا ہے۔ مہمان کو کھلانے پلانے کی ہماری چاہت کے ساتھ ساتھ ان کی چاہت کا بھی تو خیال رکھنا چاہئے، ممکن ہے انہوں نے کھانا کھالیا ہو، کسی جگہ وعدہ ہو، بھوک نہ ہو، آگے کہیں پہنچنا ہو وغیرہ۔ دو تین مرتبہ درخواست کر کے آپ انہیں آزاد چھوڑ دیجئے، اس سے راحت بھی پہنچتی ہے، اور محبت بھی بڑھتی ہے، اپنی چاہت قربان کر کے کسی کو راحت پہنچانے میں جو دنیوی اور اخروی نفع ہے وہ کسی کو تکلیف پہنچا کر اپنی چاہت پوری کرنے میں نہیں ہے، اس کا اہتمام نہایت ہی ضروری ہے، اس لئے کہ کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانا شریعت میں ناجائز اور حرام ہے۔

نماز باجماعت کی اہمیت

عزیزو! آداب المعاشرت کو سیکھ کر عمل کا اہتمام کرو اس لئے کہ کسی کو تکلیف پہنچانا شریعت میں ناجائز اور حرام ہے۔ دیکھو میرے عزیزو! نمازِ باجماعت کتنی اہم ہے؟ بعض فقہاء نے جماعت سے نماز پڑھنے کو واجب قرار دیا ہے اور دوسرے فقہاء نے سنت مؤکدہ قرار دیا ہے، دونوں صورتوں میں بغیر عذر کے جماعت چھوڑنے والا گنہگار ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادات سے بھی اور اپنے عمل سے بھی اس کی تاکید فرمائی ہے، مرض الوفات اور آپ کی زندگی کے آخری لمحات میں جب کہ آپ کے لئے چلنا دشوار تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آپ نے مسجد نبوی کا امام بنا دیا تھا، اس وقت بھی آپ دو آدمیوں

کے سہارے جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے، اس سے جماعت سے نماز پڑھنے کی تاکید کتنی زیادہ ہے وہ معلوم ہوتی ہے۔

ایسے شخص کے لئے مسجد میں آنا جائز نہیں

لیکن اس تاکید کے باوجود فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہے جس سے لوگوں کو گھن ہو رہی ہے، مثلاً ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے بدبو آتی ہو اور لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو تو ایسے شخص کو مسجد میں جا کر جماعت سے نماز نہیں پڑھنا چاہئے، اور صرف یہ نہیں کہ جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے بلکہ جماعت سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر جماعت میں شرکت کے لئے مسجد میں آئے گا تو گنہگار ہوگا، اس لئے کہ اگر وہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھے گا تو اس کی وجہ سے کئی مسلمانوں کو تکلیف ہوگی، اور ہمارا دین دوسروں کو ناحق تکلیف دینے کو گوارا نہیں کرتا۔ تو دیکھئے کہ ایک آدمی کو جماعت جیسی اہم عبادت سے صرف لوگوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے روک دیا گیا۔

حجرِ اسود کو بوسہ

حجرِ اسود کی فضیلت اور اہمیت کو کون نہیں جانتا؟ بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ یہ پتھر جنت سے آیا ہوا ہے (ترمذی)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حجرِ اسود کو بوسہ دیتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (مسند احمد)۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور جس چیز کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ دیا ہو اسے بوسہ دینے کی کس کو تمنا نہیں ہوگی؟ ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا:

تیرے بوسے کو ہم دیتے ہیں بوسہ سنگِ اسود پر

وگر نہ ہم مسلمانوں کا کیا رکھا ہے پتھر میں

ہم حجرِ اسود کو جب بوسہ دیتے ہیں تو حجرِ اسود پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جو بوسہ ہے اُس کو بوسہ دیتے ہیں۔ تو ایک طرف حجرِ اسود کا یہ مقام، لیکن دوسری طرف یہ فرما دیا کہ حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے لئے اگر کسی مسلمان کو دھکا دینا پڑے اور اس کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پھر اس وقت حجرِ اسود کو بوسہ دینا جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے، اور گناہ سے بچنے کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔

بلند آواز سے تلاوت کرنا

قرآن کریم کیتلاوتِ ایک بہت اونچا عمل ہے، ایک حرف پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور آہستہ آواز کے مقابلہ میں بلند آواز سے تلاوت کرنا افضل ہے، اور اس پر اجر وثواب زیادہ ملتا ہے، لیکن اگر تمہارے جہراً تلاوت کرنے کی وجہ سے کسی مصلّی کی نماز میں یا کسی کی نیند یا آرام میں خلل آ رہا ہو تو پھر ایسی صورت میں بلند آواز سے تلاوت کرنا جائز نہیں۔

ایذاءِ مسلم کی اور مثالیں

بھائیو! ایسے درجنوں مواقع ہیں جن میں احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے ہم ایذاءِ مسلم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک شخص ابھی نماز سے فارغ ہوا ہے اور اپنے معمولات میں مشغول ہے، ایسی صورت میں اس سے مصافحہ کرنا، گفتگو کرنا تکلیف دہ ہے۔ اگر آپ کو جلدی ہے تو بغیر مصافحہ کے تشریف لے جائیں، کسی اور کو تکلیف کیوں پہنچاتے ہو؟ اسی طرح سنت اور نوافل کی ادائیگی کے بیچ میں مصافحہ اور ملاقات بھی تکلیف دہ ہے۔ ایک مشغول آدمی کا انتظار ایسے انداز سے کرنا کہ وہ تشویش میں پڑ جائے، ایذاء کا باعث اور پریشانی کا سبب ہے۔

گھروں میں استعمال کی مشترک چیزیں ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دی، اب کسی اور کو ضرورت پڑ گئی، اس بیچارہ کو تکلیف ہو رہی ہے۔ یہ سب چیزیں آداب المعاشرت کے خلاف ہیں، اور تکلیف دہ ہیں۔

بیت الخلاء کو گندا چھوڑ کے نکل آئے، ہوائی جہاز میں sink (بیسن) کو صاف کئے بغیر نکل آئے، بعد میں جانے والے کو تکلیف پہنچی، یہ آداب المعاشرت کے خلاف ہے، اس قسم کی سینکڑوں باتیں ہیں جس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔

آداب المعاشرت کا اہتمام

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آداب المعاشرت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ خود بھی اس کا بہت اہتمام فرمایا۔ رات میں کسی کام کی وجہ سے کبھی آنے میں تاخیر ہوجاتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابِ صُفّہ کے پاس سے جب گزرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کرتے ہوئے اس قدر آواز بلند فرماتے تھے کہ جاگنے والا سن لیتا تھا اور سونے والے کو تکلیف نہیں ہوتی تھی، جاگنے والے اور سونے والے دونوں کی کس طرح رعایت فرمائی؟ اگر سلام نہ کرتے تو جاگنے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام سے محروم رہتے اور اگر بلند آواز سے سلام کرتے تو سونے والے بیدار ہوجاتے اور انہیں تکلیف پہنچتی۔

تہجد کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اٹھنے کا انداز

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہجد کے لئے اٹھنے میں احتیاط دیکھئے، ذرہ برابر کسی کو تکلیف دینا گوارا نہیں تھا۔ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ تہجد کے لئے اٹھتے تو سارے

کام اس طرح انجام دیتے کہ ہماری نیند میں خلل نہیں ہوتا تھا، آہستہ سے اٹھتے اور آہستہ سے دروازہ کھولتے اس خیال سے کہ ہمیں تکلیف نہ پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمل مبارک میں ہر شخص کی کتنی رعایت تھی؟ کاش کہ ہم ان تعلیمات کی قدر کرتے اور ان مبارک طریقوں کو اپناتے۔

آداب المعاشرت سیکھئے

اللہ تعالیٰ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں (آمین)، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ ''آداب المعاشرت'' مرتب فرمایا ہے، اس میں حضرت نے معاشرت کے بیشتر آداب جمع کر دیئے ہیں، یہ رسالہ ہر مسلمان کے گھر میں رہنا چاہئے، اور ہر شخص کو اسے اپنے مطالعہ میں رکھنا چاہئے، اسی طرح رسالہ تعلیم الدین اور بہشتی زیور کا دسواں حصہ بھی۔ اگر گھر میں اور مسجد میں روزانہ اجتماعی شکل میں ایک یا چند آداب پڑھ کر سنانے کا معمول بنا لیا جائے تو بہت زیادہ نفع کی توقع ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ بیتی

میرے عزیزو! آداب المعاشرت کے اہتمام سے ہر ایک کو راحت پہنچتی ہے۔ بندہ ایک مرتبہ مغرب اور عشاء کے درمیان مطاف میں حضرت اقدس مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی دامت برکاتہم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے اٹھنے کی ضرورت پیش آئی، اجازت لیتے ہوئے بندہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ تو ان شاء اللہ عشاء تک یہیں تشریف فرما ہوں گے؟ حضرت نے فرمایا کہ ارادہ تو یہی ہے، بندہ نے عرض کیا کہ فارغ ہو کر ان شاء اللہ حاضر خدمت ہو رہا ہوں۔ شاید حضرت کو یہ خیال آیا ہو کہ اس کی واپسی تک میں اگر مجھے کسی ضرورت سے اٹھنا

پڑا تو یہ مجھے تلاش کرتا پھرے گا اور اسے تکلیف ہوگی، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی وجہ سے وہ نہ آ سکے تو مجھے تشویش رہے گی کہ معلوم نہیں کیا ہوا اور اسے بھی تشویش سے دو چار ہونا پڑے گا کہ حضرت مفتی صاحب متفکر ہوں گے۔ شاید اسی وجہ سے جب میں جانے لگا تو فرمایا کہ ارادہ تو میرا یہی ہے لیکن میں بھی آزاد اور آپ بھی آزاد، اگر میں تمہاری واپسی سے پہلے اٹھ جاؤں تو میں آزاد، اور تم کسی وجہ سے نہ آ سکو تو تم بھی آزاد۔ اس وقت تو مجھے اس بات کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں ہوئی لیکن جب قیام گاہ پر پہنچا اور وہاں کچھ مہمانوں کو منتظر پایا جو عشاء کی اذان تک بیٹھے رہے تب حضرت کے ارشاد کی قدر ہوئی، دل ہی دل میں سوچتا رہا کہ حضرت کے ارشاد سے جانبین کو کتنی راحت نصیب ہوئی۔

میرے بھائیو! آداب المعاشرت میں بڑی راحت ہے اس لئے آداب المعاشرت کا خوب خیال رکھو، کسی سے وعدہ ہے اور وقت متعین ہے، ٹریفک (traffic) یا اور کسی عذر کی وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے تو انہیں اطلاع کر دو تا کہ انہیں انتظار کی کلفت نہ ہو۔

عیادت کرنے کا عجیب واقعہ

آداب المعاشرت کے ضمن میں ایک اور چیز بھی عرض کر دوں۔ جب ہم کسی کی عیادت کے لئے جاتے ہیں تو اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے، اب وہ بیمار پتہ نہیں کتنی تکلیف برداشت کر کے ہمارے ساتھ بیٹھا رہتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی شرح، مرقاۃ میں ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے، ایک صاحب بیمار ہو گئے، لوگ عیادت کرنے کے لئے آنے لگے، ایک شخص عیادت کے لئے آیا اور ایسا بیٹھا کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، لوگ آتے جاتے رہے مگر وہ شخص بیٹھا رہا، بیمار نے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ عیادت کرنے والوں کی کثرت نے ہمیں

پریشان کر رکھا ہے، اشارہ اس بیٹھنے والے شخص کی طرف تھا، وہ اللہ کا بندہ نہیں سمجھا اور کہنے لگا کہ حضرت! اگر آپ فرمائیں تو میں دروازہ بند کر دوں؟ بیمار نے جواب دیا کہ ہاں بھائی ضرور بند کر دو، مگر اندر سے نہیں، باہر سے۔

اب بیمار کو بیماری کی تکلیف تو ہو ہی رہی ہے اور اس پر مزید تکلیف بیمار پرسی کرنے والے کی طرف سے، ہاں البتہ اگر کسی کو یقین ہو کہ میرے زیادہ بیٹھے رہنے سے بیمار کو فرحت ہوگی تو مضائقہ نہیں، اس لئے کہ وہ ایذاء کا سبب نہیں بلکہ راحت کا سبب ہے۔

اسی طرح کسی کی ملاقات کے لئے چلے جاتے ہیں، اب ہم فارغ تو ہم سمجھتے ہیں کہ سب فارغ ہی ہوں گے، اب گھنٹوں بیٹھے رہتے ہیں اور سامنے والے کی ضرورت یا مشغولی کا بالکل خیال نہیں کرتے، ٹھیک ہے چلے گئے، اجازت لی، اب مختصر ملاقات کر کے اٹھ جاؤ، اگر طویل ملاقات کی ضرورت ہے تو پہلے سے وقت طے کر کے جاؤ۔

ٹیلیفون پر لمبی بات کرنا

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ ٹیلیفون پر اگر کسی سے لمبی بات کرنے کی ضرورت پیش آ جائے تو پہلے اجازت لے لو، اس سے پوچھ لو کہ مجھے ذرا لمبی بات کرنی ہے، اگر آپ اس وقت فارغ ہوں تو ابھی بات کر لوں ورنہ کوئی مناسب وقت بتا دیں اس وقت بات کر لوں گا، اب آپ فون کر رہے ہیں ایسے وقت میں کہ وہ کسی کام میں مشغول ہیں، مہمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ بیس (۲۰) منٹ تک بات کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس بیچارہ کو کتنی کلفت ہو رہی ہوگی؟

تعلیماتِ نبوی، سبحان اللہ!

میرے بھائیو! کتنی خوشی ہوتی ہے تعلیماتِ نبوی کو دیکھ کر، سبحان اللہ! کیسے کیسے آداب سکھائے ہیں، اگر یہ آداب ہماری زندگیوں میں آجاتے اور غیر مسلموں کو دیکھنے کا موقع ملتا تو کیوں متأثر نہ ہوتے؟ ایک ایک ادب میں تمام پہلوؤں کا کتنا خیال رکھا گیا ہے، اسلام کے بارے میں پتہ نہیں کیا کیا پروپیگنڈے ہوتے رہتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے تمام مخلوق کی راحت رسانی کا جتنا خیال رکھا ہے اتنا کسی نے نہیں رکھا۔

میرے عزیزو! اسی پر بس کرتا ہوں، اس عزم کو لے کر اٹھنا چاہئے کہ اب سے حسنِ ادب اور حسنِ معاشرت کا پورا اہتمام ہوگا، اس سلسلہ میں ضروری کتابوں کا مطالعہ کریں، حضراتِ علماء و مشائخ کی صحبت اختیار کریں اور اپنے آپ کو با ادب بنانے کی پوری سعی کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی خوب توفیق عطا فرمائیں، (آمین)۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ